© rasailojaraid.com

کلاسیکل اور ماڈرن عربک

ڈاکٹر معین الدین صاحب۔ دہلی

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انگریزی کی طرح جدید عربی ادب یا جس کو ماڈرن عربک کہا جاتا ہے قدیم یا کلاسیکل عربی زبان سے بالکل مختلف چیز ہے یعنی وہ الفاظ، جملے تعبیرات، قواعد نحو و صرف اور بلاغت کے لحاظ سے مختلف زبان ہے۔ اور جو لوگ قدیم عربی زبان جانتے ہیں وہ ماڈرن عربک نہیں جانتے۔

یہ تصور ایک حد تک بالکل غلط ہے اور اس کے پیدا ہونے کے بظاہر چند وجوہ ہیں

(۱) ہندوستان میں عربی زبان کو سیکھنے کے دو نظام ہیں ایک اسلامی دینی مدارس دوسرے یونیورسٹیاں۔ دینی مدارس میں عربی زبان عرصہ دراز سے پڑھائی جاتی ہے مگر یہاں عربی زبان کو دینی کتابوں کے سمجھنے کے لئے پڑھایا جاتا ہے۔ بحیثیت زبان یا تاریخ زبان کے نہیں۔ لہذا جو لوگ ان مدرسوں میں عربی زبان حاصل کرتے ہیں انکو عام طور پر لکھنے بولنے کی مشق نہیں کرائی جاتی اس کے علاوہ وہ جاہلی، اموی، عباسی زمانہ کے ادب کے نمونے پڑھتے ہیں اور زیادہ تر فقہ، حدیث، نحو و صرف اور بلاغت کے اصطلاحی الفاظ سیکھتے ہیں اور مختلف نئے علوم کی ایجاد اور پرانے علوم کی ترقی سے جو نئے الفاظ اور تعبیرات وضع کی گئی ہیں ان کو لکھنے اور سمجھنے کی عادت نہیں ہوتی لہذا وہ عربی زبان کے لکھنے اور بولنے پر قدرت نہیں رکھتے صرف نئی زبان نہیں بلکہ پرانی زبان بھی۔

اور جو لوگ یونیورسٹیوں میں عربی تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کا حال اور برا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی زیادہ توجہ انگریزی زبان کو سیکھنے کی ہوتی ہے، جبکہ انکے موضوع کے لحاظ سے وہ ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے یہاں کے لوگ بھی عام طور پر لکھنا اور بولنا نہیں جانتے۔

(۲) ہندوستان میں ایک بھاری طبقہ ان لوگوں کا ہے۔ جو سرکاری تعلیم حاصل کرتا ہے جو انگریزی زبان میں ہوتی ہے۔ وہ جب عربی ادب میں ماڈرن عربک کا لفظ سنتا ہے تو اس کو انگریزی پر قیاس کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا قدیم زبان میں جو آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے تھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا یہ تصور اس بات سے اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ جب وہ دینی مدرسوں اور یونیورسیٹوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو لکھتے اور بولتے نہیں دیکھتا۔

(۳) عربی دانوں میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا ہے۔ جس نے مدرسوں میں تعلیم حاصل کی اور پھر مشق اور تمرین سے اس وقت صحافتی زبان سیکھ لی ہے۔ مگر یہ وسعتِ مطالعہ اور تفکر و تحلیل کا عادی نہیں ہے۔ یہ طبقہ ماڈرن عربک کے وجود سے بالکل انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ماڈرن عربک غیر ملکی لفظ کو جس کا عربی میں کوئی مترادف لفظ نہیں ہے بعینہٖ اسی طرح عربی میں استعمال کرنے کا نام ہے۔

اس لئے نہ تو یہ کہنا صحیح ہے کہ ماڈرن عربک ایک بالکل نئی زبان ہے جو نئی بنیادوں پر قائم ہے اور جاہلی زبان سے الفاظ، تعبیرات، نحو و صرف اور بلاغتی قواعد کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اور نہ یہ درست ہے کہ ماڈرن عربک غیر عربی لفظ کو بعینہٖ اسی طرح عربی زبان میں ادا کرنے کا نام ہے بلکہ دونوں تصور کم علمی اور سطحیت کا نتیجہ ہیں۔

ماڈرن عربک کیا ہے، ماڈرن عربک اور کلاسیکل میں کیا فرق ہے تیز عامی زبان اور فصیح زبان میں کیا فرق ہے اور کونسی زبان اس وقت سارے عالم عرب میں پڑھی لکھی اور بولی اور سمجھی جاتی ہے ان سب کو جاننے کے لئے ہمیں ماڈرن عربک کی اہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خصوصیات کو جاننا ہوگا۔

درحقیقت ماڈرن عربک کا وجود ہے مگر یہ وجود قدیم عربی ادب کی بنیادوں پر قائم ہے گو وہ مغربی لٹریچر سے افکار و اغراض میں متاثر ہے۔ ماڈرن عربک کے قدیم ادب کی بنیادوں کے قیام کے باوجود دونوں میں مختلف لحاظ سے نمایاں فرق ہے

(۱) ادب کے فنون و اقسام

جب ہم ماڈرن عربک کا نام لیتے ہیں تو اس کا مطلب صرف ادب کی مشہور قسم نظم و نثر میں سے نثر نہیں ہوتا، اور نہ نثر کی وہ محدود تقلیدی قسم ہوتی ہے جو تقریر، خطوط اور مقامات کی شکل میں جاہلی زمانہ سے ماڈرن زمانہ تک تھی بلکہ ادب و لٹریچر ہوتا ہے یعنی وہ تمام اقسام و فنون جو ادب سے متفرع ہیں جیسے نثر میں قصہ ڈرامہ نقد، اس طرح نظم میں صرف غنائی نظم (LYRIC) کا وجود تھا جس میں شاعر اپنے جذبات واحساسات اور احوال زندگی کو بیان کرتا ہے قصص (EPIC) ایپک ڈرامائی اور آزاد شاعری کا وجود نہ تھا۔ نہ شعر کے اغراض و مقاصد میں تنوع تھا۔ اس طرح مغربی تہذیب و ثقافت اور لٹریچر کے اثر سے جو نئے اقسام اور رجحانات پیدا ہوئے وہ سب مراد ہوتے ہیں۔

(۲) اسلوب اور اسٹائل۔

عربی ادب میں نثر نگاری کا تاریخی جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ عربی زبان کے اسلوب کے اندر جو تغیر ہوا۔ اس لحاظ سے بھی کلاسیکل اور ماڈرن عربک میں نمایاں فرق ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جاہلی زمانہ میں فنی اور ادبی نثر کا پتہ نہیں چلتا اگر وہ تھی بھی تو اپنے ابتدائی مراحل میں تھی کیونکہ اس زمانہ میں تحریر و کتابت کا کام بہت کم ہوتا تھا، اسلام کے آنے اور فتوحات کے ہونے سے سیاسی تحریر کی ضرورت محسوس ہوئی یہ تحریر رفتہ رفتہ فنی شکل اختیار کرتی گئی، کیونکہ یہ سلطنت کے کسی ذمہ دار آدمی کی طرف سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھی جاتی تھی اس لئے اس میں الفاظ وتعبیرات کو کچھ اہتمام وتکلف سے لکھا جاتا ہے اموی زمانہ کے اخیر میں اس کے کچھ قواعد مقرر ہوئے اور پھر عباسی زمانہ میں ابن مقفع اور جاحظ کے ذریعہ اس میں اہم ترقی ہوئی۔ اور پھر سیاسی انحطاط وتنزل کے ساتھ اس میں کمزوری آنی شروع ہوئی۔ قافیہ بند عبارت استعارہ، کنایہ اور علم بدیع کی دوسری قسموں کا استعمال اس قدر زیادہ ہونے لگا کہ افکار ومعانی کی حیثیت دوسری اور الفاظ کے اہتمام کی پہلی ہوگئی، جبکہ باہم گفتگو کا مطلب افہام وتفہیم ہوتا ہے نہ کہ ایسی عبارت استعمال کرنا جس کے حل کرنے میں مخاطب حیران ہوجائے اور اصل مطلب فوت ہوجائے ماڈرن زمانہ کے شروع ہونے تک بلکہ ابراہیم باشا کے آدھے دور تک عربی زبان ترکی عالمی اور یورپین زبانوں کے الفاظ سے ملکر مخلوط زبان ہوگئی تھی اور ایک ایسی زبان کا وجود جس کے تمام الفاظ عربی ہوں اور قواعد وبلاغت کے الفاظ سے صحیح ہو نا پید تھا

یہ کمزوری ماڈرن زمانہ میں آکر ختم ہوئی، اور عربی اسلوب کے اندر خواہ وہ نظم کا ہو یا نثر کا دونوں میں تازہ زندگی عربی کی قدیم کتابوں کی طباعت اور مغربی ادب کے اثر سے پیدا ہونے لگی اور ایسا تغیر آیا کہ نہ تو وہ بالکل پہلا سا اسلوب ہے اور نہ بالکل یورپین اسٹائل ہے بلکہ دونوں کے درمیان ایک مستقل اسلوب ہے جس کی اپنی ذاتی خصوصیات ہیں۔ اس اسلوب کے اندر زبان اور بلاغت کی بنیادی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ دوسرے واضح معنیٰ میں یہ اسلوب عربی نحو کے قواعد اور بلاغت کے اصول کے مطابق لکھا جاتا ہے۔ اس میں کمزوری وغلطی نہیں ہوتی یہی زبان اس وقت سارے عالم عرب میں تصنیف تالیف صحافت ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی زبان ہے۔ جس کو فصیح زبان کہا جاتا ہے عام بول چال کی زبان عامی ہے جس کو دارجۃ کہتے ہیں۔ یہ مقامی اور علاقائی اثرات سے متاثر ہے مگر عامی زبان کا تقریباً ہر لفظ فصیح زبان کا کچھ تبدیل شدہ اور بگڑا ہوا لفظ ہے یعنی عامی زبان کی اصل فصیح زبان میں ملتی ہے خواہ وہ کسی عربی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملک کی عامی زبان ہو۔ اور اس لئے ایک عرب کو کسی بھی دوسرے عربی ملک میں جا کر زبان کی پریشانی نہیں ہوتی وہ بآسانی وہاں کی زبان سمجھ لیتا ہے۔ مگر تعلیم صحافت ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے عام ہونے سے فصیح زبان تیزی سے اب عام ہوتی جا رہی ہے اور اس کے مقابلہ میں عامی زبان کمزور ہوتی جا رہی ہے۔

(۳) جدید مصطلحات و تعبیرات :۔

دونوں ادب میں یقیناً کلاسیکل اور ماڈرن عربک میں تعبیرات کے لحاظ سے بھی بہت بڑا فرق ہے۔ جاہلی زمانہ میں آبادی بہت چھوٹی تھی، قبائلی معاشرہ تھا تعلیم و مادی ترقی کی طرف کوئی منظم کوشش نہ تھی۔ اس وجہ سے الفاظ و تعبیرات بھی محدود تھے اور جیسے جیسے اسلامی اموی عباسی اور اس کے بعد کے زمانوں میں ضرورت ہوتی تھی الفاظ وضع کئے جاتے تھے مگر یہ رفتار بعد کے زمانوں میں بہت سست تھی۔ علاوہ ازیں چونکہ علوم و فنون میں اس قدر ترقی نہ ہوئی تھی۔ نہ صحافت تھی نہ تصنیف و تالیف کا اس قدر رواج تھا۔ اس لئے اصطلاحات کی زبردست کمی تھی۔

ماڈرن زمانہ میں عربوں نے محسوس کیا کہ تمدن کے میدان میں پیچھے رہنے سے انکی زبان کے اندر زبردست کمی ہے اور وہ موجودہ زمانہ کی ترقی کو بیان کرنے سے قاصر ہے کیونکہ زبان ہمیشہ دوسری زبانوں سے الفاظ و تعبیرات کو لینے اور ذخیرۂ الفاظ کو بڑھانے سے ترقی کرتی ہے اور اس کے اندر لطافت و رقت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے قریش کی زبان اور قبائل کے مقابلہ میں ترقی یافتہ تھی، اور اس وجہ سے عباسی زمانہ میں جب دوسری زبانوں سے ترجمہ ہونے شروع ہوئے تو عربی زبان کے اندر لطافت پیدا ہوئی۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے مختلف عرب ملکوں میں مصطلحات وضع کرنے اور زبان کی حفاظت و ترقی کے لئے مختلف اکادیمی قائم کی گئیں۔ چنانچہ سب سے پہلے ۱۹۲۱ء میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المجمع العلمی العربی دمشق میں قائم ہوئی جس کا مقصد سائنسی اصطلاحوں کو وضع کرنا تھا اور دفتری زبان اور ادباء وشعراء کی غلطیوں کو دور کرنا تھا۔ اسی طرح قاہرہ میں ۱۹۳۲ء میں دوسری اکادیمی قائم ہوئی جو مجمع اللغۃ العربیہ کے نام سے جانی جاتی ہے، اور اس کا اولین مقصد یہ تھا کہ زبان کو غلطیوں سے محفوظ رکھے اور نئی اصطلاحوں کو وضع کرے جس سے نئے علوم وفنون اور نئی زندگی کو بآسانی ادا کیا جا سکے۔

جدید تعبیرات

جس طرح جدید مصطلحات کو وضع کرنے کے لئے مختلف اکادیمی کا وجود عمل میں آیا اس طرح جدید تعبیرات کو جاننے کے لئے ترجمہ کا کام شروع ہوا۔ چنانچہ قاہرہ میں بہت پہلے مدرسۃ الالسنہ یعنی زبانوں کا اسکول قائم کیا گیا۔ جس میں بہت سی غیر ملکی زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ تعلیم، صحافت، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلموں کے وجود نے اسکی ضرورت کو اور زیادہ کر دیا ہے اسی طرح ماڈرن عربک میں بہت سے نئے الفاظ جدید تعبیرات آگئی ہیں۔ اور آرہی ہیں۔ جنکا کلاسیکل میں وجود نہیں ہے۔ [1]

۴۔ ترجمہ کا اثر:۔

ماڈرن عربک کے اسلوب پر ترجمہ کا اثر بہت غالب ہے ماڈرن زمانہ میں دنیا کے سارے ممالک خواہ وہ کسی سیاسی نظام کے پیرو ہوں۔ ایک دوسرے سے قریب آتے جا رہے ہیں جب کوئی اچھا ناول، کوئی عمدہ کتاب، کوئی سیاسی مقالہ کسی زبان میں چھپتا ہے تو فوراً اس کا دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو جاتا ہے۔ ان میں عربی بھی ہے۔ اس ترجمہ سے بسا اوقات بہت سی نئی تعبیرات اور نئے الفاظ بھی آتے ہیں۔ جو

---

[1] قصۃ الادب فی العالم تیسری جلد ص۳۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عربی میں نہیں ہیں اسی طرح لازمی طور پر عربی ادب دوسری زبانوں سے متاثر ہو رہا ہے صحافت اور ریڈیو کے اداروں میں ترجمہ کی فوری ضرورت ہوتی ہے بسا اوقات ایک مترجم کو اتنا وقت نہیں ملتا کہ مناسب لفظ اور تعبیر عربی میں تلاش کرے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مترجم بہت با صلاحیت نہیں ہوتا اس وجہ سے وہ اپنی ذمہ داری کو خاطر خواہ طور پر ادا نہیں کر پاتا۔ اس کے علاوہ عربی زبان کے قواعد اور محاورے دوسری زبانوں سے مختلف ہیں۔ مگر ایک مترجم کو وقت کی کمی کی وجہ سے حرفی یا لفظی ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ماڈرن عربک کے اسلوب پر ترجمہ کا اثر بہت نمایاں ہے۔ اور جو آدمی انگریزی یا فرانسیسی زبان جانتا ہو وہ دیکھے گا کہ کس قدر ان زبانوں کی تعبیرات عربی میں آ گئی ہوئی ہیں۔

۵۔ قدیم زبان کا احیاء:۔

ماڈرن عربک جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کسی نئی زبان کا نام نہیں، جس کے الفاظ جملے تعبیرات، قواعد نحو و صرف اور بلاغت نئے ہوں، بلکہ یہ وہی زبان ہے جو جاہلیت میں تھی اور جس میں قرآن نازل ہوا۔ اور اگر یہ قرآن نہ ہوتا تو عباسی زمانہ کے دوسرے دور سے عربی زبان جن مشکلات اور غیر ملکی اثرات سے دوچار رہی شاید اور زبانوں کی طرح مٹ گئی ہوتی۔ یہ کلاسیکل زبان جو عباسی زمانہ کے اخیر میں تنزل و پستی کا شکار ہو گئی تھی۔ دوبارہ زندہ ہو گئی ہے اور دن بدن اس میں اور زندگی طاقت اور قوت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ اس طرح ماڈرن عربک قدیم ادب کی بنیادوں پر قائم ہے چنانچہ ماڈرن زمانے میں جہاں بہت سے وسائل اختیار کئے گئے ان میں عربی ادب کی قیمتی کتابوں کو شائع کرنا تھا۔ جن کے عام ہونے سے لوگوں کے اندر صحیح ادبی ذوق پیدا ہونا شروع ہوا اور زبان میں چیدہ الفاظ و تراکیب استعمال ہونے لگیں۔

چنانچہ حبیب رفاعہ الطہطاوی کو ترجمہ کا کام دیا گیا۔ اور ان کو تعبیرات اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصطلاحیں نہیں ملتی تھیں تو ان کو پرانی کتابوں میں تلاش کرتے تھے (۱)

بارودی جو نئی شاعری کے امام تصور کئے جاتے ہیں۔ انھوں نے شاعری میں تجدید پیدا کی مگر یہ تجدید ادبِ قدیم کے مطالعہ اور پرانے بڑے ادبا و شعراء کے کلام کو پڑھ کر کی جیسے فراش، ابوشام، بحتری، شریف رضی ابن المعتز (۲)

اسی طرح شیخ حسن المرصفی جو ترقی کے معماروں میں سے ہیں ان کے متعلق آتا ہے کہ انھوں نے ادبا کو صحیح ادب کی تلاش اور پرانے ادبا کی پیروی کی ترغیب دی اور خود ان کا فصیح اور غیر منطقی اسلوب دوسرے ادبا کے لئے مثال تھا۔ (۳)

اس سے ان لوگوں کے تصور کی تردید ہو جاتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ماڈرن عربک ایک نئی زبان ہے جس کا قدیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

درحقیقت ماڈرن عربک اور کلاسیکل میں اس لحاظ سے یہی فرق ہے جو قدیم ہندی اور جدید ہندی میں ہے ہندی زبان کو آزادی سے پہلے پھلنے پھولنے کا زیادہ موقعہ نہ ملا جس سے نئی اصطلاحوں کا اضافہ ہوتا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ جدید ہندی کوئی نئی زبان ہے جس کو پرانی ہندی جاننے والے نہیں سمجھ سکتے۔

بہر حال ادب کی پرانی کتابوں کے مطالعہ اور سلیس عمدہ اسلوب کی کتابوں کی اشاعت سے عربی زبان میں دوبارہ عمدہ الفاظ، جملے اور تعبیرات و محاورے استعمال ہونے شروع ہوئے اور اصلی عربی اسلوب سے قربت و مناسبت پیدا ہوئی۔ (۴)

۶۔ مغربی ادب کا اثر:۔

ماڈرن عربک بہت سی چیزوں میں مغربی ادب سے متاثر ہے وہ نیا تمدن و

---

(۱) المجمل کی تاریخ الادب العربی، طٰہٰ حسین وغیرہ المطبعۃ الامیریۃ ص۱۹۶ و ۱۸۱۔

(۲) مرجع سابق ص۱۸۱ تاریخ الادب العربی للزیات ۲۰ واں ایڈیشن۔ (۳) المجمل ص۱۸۲۔

(۴) قصۃ الادب فی العالم، احمد امین وغیرہ تیسری جلد ص۳۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تہذیب ہر لحاظ سے قدیم عربی تمدن و تہذیب پر مبنی نہیں ہے کہ ہم ادب میں پرانے ادب کی پوری نقالی کریں اور پرانے ادبا کی طرح سوچیں، اس وقت کا عربی تمدن یورپ کے نئے تمدن پر قائم ہے۔ ہم یورپ کے علوم و فنون کو سیکھتے ہیں اور زندگی کے اکثر شعبوں میں اس کے مطابق چلتے ہیں اس وجہ سے اس وقت کے ادب میں اگرچہ ہم عربوں کی زبان کے الفاظ، صیغے اور اسلوب کا خیال رکھتے ہیں۔ اس کے اغراض و مقاصد میں مغربی تہذیب و ثقافت سے متاثر ہیں۔ (۱)

ماڈرن عربک دو چیزوں سے خاص طور پر متاثر ہے ایک مغربی تہذیب و ثقافت سے اور اس سے اس نے افکار و موضوعات کو پیش کرنے کا طریقہ لیا اور دوسرے پرانی عربی ثقافت اور اس سے اس نے عمدہ اسلوب اور الفاظ لئے" (۲)

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسوقت کا ادب یا ماڈرن عربک پرانے ادب سے بہت حد تک بدلا ہوا ہے اور یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ماڈرن عربک غیر عربی لفظ کو عربی زبان میں استعمال کرنے کا نام ہے۔

ماڈرن عربک میں مغربی ادب و ثقافت کی وجہ سے نئے ادبی فنون پیدا ہوئے جیسے ناول ڈرامہ نقد اور بعض پرانے علوم میں ترقی پیدا ہوئی، مغربی ثقافت کی وجہ سے مقفیٰ اسلوب ختم ہوا، مغربی ثقافت کے اثر سے افکار کو الفاظ پر فوقیت حاصل ہوئی، مغربی ثقافت کی وجہ سے موضوع کو منطقی طور پر مقدمات اور نتائج کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، مغربی ثقافت کی وجہ سے لمبی طویل تعبیرات اور تکرار کا خاتمہ ہوا، مغربی ثقافت کی وجہ سے اب لکھنے والا ایک خاص

---

(۱) المجمل فی تاریخ ادب العربی، طٰہٰ حسین وغیرہ ص ۱۸۰ اور ۱۹۲

(۲) قصہ ادب العالم تیسری جلد ص ۳۱۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موضوع کے گرد گھومتا رہتا ہے، اور مغربی ادب وثقافت کی وجہ سے ہی ماڈرن عربک میں موضوع کو تحلیل کرکے پیش کیا جاتا ہے اس کے قبل مختلف افکار کو صرف چھوڑ دیا جاتا تھا۔

انکے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں۔ جن کو جرجی زیدان نے اپنی کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) عبارت میں سلاست و روانی کا خیال اور آسان فہم الفاظ کا استعمال جو پڑھنے والے کو مشکل نہ معلوم ہوں۔

(۲) سجع و رقافیہ بند جملوں اور ایسے الفاظ کے استعمال سے احتراز جس کا استعمال ختم ہوگیا ہے۔

(۳) عبارت کو مختصر کرنا اور حشو و زوائد سے پاک رکھنا اس طور پر کے الفاظ معنیٰ کے لحاظ سے ہوں۔

(۴) موضوع کو منطقی ترتیب کے ساتھ بیان کرنا اس طرح کہ اس کے تمام اجزاء ایک دوسرے سے باہم مربوط ہوں۔

(۵) موضوعات کو بابوں اور فصلوں میں بیان کرنا اور ہر باب اور فصل سے پہلے ایسے الفاظ استعمال کرنا جس سے موضوع کی طرف اشارہ ہو۔

(۶) کتاب کے اخیر میں فہرست لگانا جس سے اصل موضوع کے فروعات آسانی سے معلوم ہوسکیں کبھی کبھی ایک کتاب کی مختلف لحاظ سے کئی فہرست ہوتی ہے۔

(۷) کتاب کا ایسا نام رکھنا جس سے اس کے موضوع کا پتہ چل سکے۔

(۸) جملوں کے اخیر میں ایسی اصطلاح استعمال کرنا جس سے لکھنے والے کی غرض معلوم ہوسکے جیسے وقف، تعجب استفہام وغیرہ (۱)

---

(۱) تاریخ آداب اللغۃ العربیہ، ایڈیشن ۔ ۱۹۶۷ ص ۲۰۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح ڈاکٹر جودت الرکابی نے اپنی کتاب الادب العربی من الانحدار الی الازدھار (ص ۳۲۳) میں ماڈرن عربک کی بعض اہم خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور احمد امین وغیرہ نے اپنی کتاب لغۃ الادب فی العالم (تیسری جلد ص ۳۱۹) میں اہم خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ جو پہلی سے ملتی ہوئی ہیں۔ ان سب کے پڑھنے سے ماڈرن عربک کی ایک واضح شکل اور صورت سمجھ میں آتی ہے۔

اب اگر کوئی شخص اس قسم کی عربی عبارت لکھنے بولنے اور پڑھنے پر قدرت رکھتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ماڈرن عربک جانتا ہے۔ اور ماڈرن عربک کا واقف کار اس وقت کس کو کہیں گے جب وہ جانتا ہو کہ ماڈرن عربک کب، کیسے، کیوں وجود میں آئی۔ اس کی اہم خصوصیات کیا ہیں۔ اور اس میں کون سے نئے فنون آئے۔

آخیر میں یہاں پر ایک اور بات کی طرف اشارہ فائدہ سے خالی اور موضوع سے خارج نہ ہوگا کہ ہندوستان میں چونکہ سرکاری زبان انگریزی ہے اس لئے ایسے شخص کے لئے اچھی انگریزی کا جاننا بحد ضروری ہے۔ اور جب تک کہ وہ انگریزی سے عربی اور عربی سے انگریزی ترجمہ اچھے اور صحیح اسلوب میں نہ کرے اس وقت تک وہ پورے کام کا آدمی نہیں ہے۔ ان دونوں زبانوں میں یکساں پڑھنا لکھنا اور بولنا ضروری ہے۔

مدیر فاران کا خط اڈیٹر برہان کے نام

سفر پاکستان کی روئداد میں اپنے ذکر کے لئے تشکر و امتنان کے بعد تحریر فرماتے ہیں "برہان" کے لئے تازہ ترین "حمد" بھیج رہا ہوں۔ کتابت آپ کی خاص نگرانی میں ہوگی تو اشعار صحیح چھپیں گے۔

"برہان" ملتا رہتا ہے ــــــ کیا "فاران" بھی باقاعدگی سے پہونچتا ہے؟

ہاں: انگریزی کے جو الفاظ اردو میں رواج پا گئے ہیں (مثلاً بنک، چیک، ڈرافٹ، سائیکل، موٹر) انکو "مورد" بنانے کی ضرورت نہیں لیکن کسی لفظ کا اچھا ترجمہ ہو جائے تو اس کو اردو میں رائج ہونا چاہئے انگریزی کے Bi Lingual کا ترجمہ میرے ذہن میں "ذو لسانیہ" آیا ہے، اگر پسند خاطر ہو تو اسکی اشاعت فرمائیے۔

© rasailojaraid.com